

ہفت روزہ

الہوی

میر تقی میر

نثر و شاعری پر مبنی

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی
شیراوالہ دروازہ لاہور

۳۰ دسمبر ۱۹۵۵

۱۶ ۲۸-۶
۱۵۳-۷۶

کتاب خانہ مولانا محمد علی شیراوالہ لاہور

۱۱/۱۱/۱۱

نہایت سکون نماز پڑھنا

(۵)

از جناب حاجی مکال الدین صاحب مدرسہ کاردینلین مقیم شہر اعلیٰ لاہور

فہرست مضامین

۱	نہایت سکون سے نماز پڑھنا	حاجی مکال الدین صاحب
۲	تقریر بازی	ادارہ
۳	مسلمانان پاکستان کے مطالبات	ادارہ
۴	شروری اعلان	ادارہ
۵	سیدنا صدیق اکبر کا پہلا خطبہ	مولانا محمد شفیع صاحب
۶	سائنس کی بات	میاں منظور سعید بالذکر
۷	نیکو کی دوستی	دعبلہ زکریا
۸	حکایات الصالحین	حضرت تیرہویہ صاحب
۹	مزمون نویسی	حضرت مولانا احمد علی صاحب
۱۰	بعض مذاہب اسلام کے حالات	مولانا محمد ظفر الدین صاحب
۱۱	آنحضرت خیر سلسلہ کی نظر میں	میاں تاج محمد صاحب ایم
۱۲	املاق حسنہ کا درجہ اسلام میں	مفت سید سعید نسیم طاہر نقوی
۱۳	سفر نامہ عربی الشریعہ	خان عبدالحمید صاحب
۱۴	بچوں کا صفو	مستر محمد شعیب صدیقی
۱۵	مہترہ وار خبریں	ادارہ

ہوا تو تیرے گھر ایسے نکلے جن کا گزراہ آپ کی اعانت پر تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا۔ بدن پر کپکپی آ جاتی۔ کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو زمین و آسمان نہ اٹھا سکے۔ پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی۔ رگیں پھول جاتی اور آنکھیں پھول جاتی کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ آپ اس قدر گھبراتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو آرام و راحت سے محروم ہو جائیں اور نیند اڑ جائے اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تفسیر کو مفصل ذکر فرمایا۔

ایک شخص نے ذوالنون مہری سے کہے تھے عصر کی نماز پڑھی۔ جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ کے وقت اُن پر جلالی الہی کا ایسا غلبہ تھا گویا اُن کے بدن میں روح نہیں رہی۔ بالکل مہموت سے ہو گئے۔ اور جب اکبر زبان سے کہا تو میرا دل ان کی اس تعبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ہو گیا۔

حضرت اویس قرنی مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعین میں سے ہیں۔ بعض دفعہ حضرت رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گزار دیتے۔ کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدہ میں گزار دیتے۔

سانسے ہاتھ باندھ کر مودب کھڑے ہونے میں تھا اس بھی ترقی اس کے سامنے زمین پر ناک دگڑنے اور سر رکھ دینے میں ہے۔ اسی طرح پوری نماز کی حالت ہے اور حق یہ ہے کہ یہی اصل ہیئت نماز کی ہے اور یہی وہ نماز ہے کہ جو دین و دنیا کی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے مجھے اور سب مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! صحابہ کرام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اللہ سے ڈرتے تھے۔ حضرت حسن جب وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ کسی نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ وضو کر کے جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا فرماتے: یا اللہ تیرا بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے تو نے ہم لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ ہوں سے دگڑ کر رہیں۔ تو اچھا فی دالما ہے اور میں بدکار ہوں۔ اسے کریم میری برائیوں سے اُن غریبوں کی بددعا جن کا تو مالک ہے دگڑ فرما۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔ خیالی فرماتے کہ صرف اللہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ان حضرات کی عجز و انکساری کی یہ حالت ہے اور جب یہ حضرات نماز میں ہوتے ہوں گے تو کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ ایک ہم ہیں کہ بس یوں ہی اٹھک بیٹھک سی کی اور چلے آئے۔

حضرت زین العابدین روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ تہجد کبھی سفر یا حضر میں نافہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آ جاتا۔ کسی نے پوچھا۔ تو فرمایا۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھتے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی۔ یہ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے فاضل رکھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے تہجد کرنے والے پر تعجب ہے کہ کل تک تو ناپاک نطفہ تھا اور کل کو مرد ہو جائے گا۔ پھر تہجد کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونے والے گھر کے لئے تو فکر کرتے ہیں اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر صدقہ کیا کرتے تھے تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر نہ ہو کہ کس نے دیا۔ جب آپ کا انتقال

حقیقت میں نماز ایسی ہنرمند باشان عبادت ہے کہ انسان بکھٹے بکھٹے جھک جائے مگر اس کی خوبیاں اور برائیاں ہرگز ختم نہ ہوں۔ اور پھر جن کو دل کے ساتھ نہایت سکون و اطمینان سے پڑھنا نصیب ہو جائے تو پھر سبحان اللہ! اس کا ہر لفظ کر بے شمار خوبیوں اور اللہ کی بڑائیوں کو لئے ہوئے ہے۔ ایک سبحان اللہ ہی کو دیکھ لیجئے جو سب سے پہلی دعا ہے کہ کتنے نقصان پر حاوی ہے۔ سبحانک الہام یا اللہ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ اور تو ہر عیب سے پاک ہے ہر برائی سے دور ہے و بعد حمدات جتنی تشریف کی باتیں ہیں اور جتنے بھی قابل مدح اُمم میں وہ سب تیرے لئے ثابت ہیں اور تجھ ہی کو نہایت شاکر و شاکر تیرا نام بابرکت ہے اور ایسا بابرکت ہے کہ جس چیز پر تیرا نام بیا جائے وہ بھی بابرکت ہو جاتی ہے و تعالیٰ جل جلالہ تیری شان بہت بلند ہے۔ تیری عظمت سب سے بالاتر ہے وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں نہ کوئی ذات پوجا کے لائق کبھی ہوئی۔ نہ ہے۔ اسی طرح رکوع میں سبحان ربی العظیم۔ میرا عظمت اور بڑائی والا رب ہر عیب سے بالکل پاک ہے۔ اس کی بڑائی کے سامنے اپنی عاجزی اور بے چارگی کا اظہار ہے کہ گروں کا بلند کرنا غرور و سادہ تکبر کی علامت ہے اور اس کا جھکا دینا نیا بندگی اور فرمانبرداری کا اقرار ہے۔ تو رکوع میں گویا اس بات کا اقرار ہے اور تیرے احکام کے سامنے اپنے کو جھکاتا ہوں کہ تیری اطاعت اور بندگی کو اپنے سر پر رکھتا ہوں۔ میرا یہ گنہگار جسم تیرے سامنے حاضر ہے۔ اور تیری بارگاہ میں جھکا ہوا ہے۔ تو بے شک بڑائی والا ہے اور تیری بڑائی کے سامنے میں سرنگوں ہوں۔ اسی طرح سجدے میں سبحان ربی العالی میں بھی اللہ کی بے حد رخصت اور بندگی کا اقرار ہے اور اس بندگی کے ساتھ ہر برائی اور عیب سے پاکی کا اقرار ہے۔ اپنے اس سر کو اس کے سامنے ڈال دینا ہے۔ جو سارے اعضاء میں انشرف شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس میں محبوب ترین چیزیں آنکھ کان۔ ناک اور زبان ہیں۔ گویا اس کا اقرار ہے کہ میری یہ سب انشرف اور محبوب چیزیں تیرے حضور میں حاضر اور تیرے سامنے زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ اس امید پر کہ تو مجھ پر فضل

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۱۱، جمعہ ۳۱ جمادی الاول ۱۳۷۰ھ، ۲۳ دسمبر ۱۹۵۵ء، شمارہ ۳۳

تقریر بازی

ہمارے بعض سیاسی زعماء آجکل بڑے کر و فر سے تقریریں فرما رہے ہیں۔ جنہیں اخبارات خوشنما الفاظ کا جامہ پہنا کر پیش کر رہے ہیں۔ جہاں تک ان کے خیالات کا تعلق ہے کس پاکستانی کو ان سے اختلاف ہو سکتا ہے یہ حقیقت ہے کہ اس ملک میں رشوت ستانی کا دور دودھ ہے۔ اور چھوٹے اہلکاروں سے لے کر بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے افسر رشوت کے جرم سے پاک نہیں ہیں۔ اسی طرح اپنے فرائض منصبی سے تغافل اور عوام سے ناروا سلوک بھی زبان زد خواص و عوام ہے۔ ہمارے دفاتر سرخ فیتے کی بدترین لعنت کا بری طرح شکار ہیں۔ یہ سب بدعنوانیاں رعایا کو معلوم ہیں۔ ان کا اعادہ وزراء کی زبان سے اچھا تو کیا ان کو فت ذہ ثابت ہوتا ہے۔ دراصل یہی تو ان کا فرض

ادبی ہے۔ کہ ماتحت عہدہ داروں کی کارکردگی پر کڑی نگاہ رکھیں۔ اور دیکھیں کہ وہ رعایا کی صبح منوں میں خدمت کر رہے ہیں یا نہیں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ارباب اختیار کا بھی معیار کارکردگی اس چھوٹی شہرت پر ہے کہ وہ ایسی تقریریں کریں

مسلمانانِ پاکستان کے مطالبات

مسلمانانِ ہندوستان کا ایک اجلاس مندرجہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۵ء بمبئی میں زیرِ مہارت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء پاکستان جامع مسجد نور میں منعقد ہوا۔ جس میں اتفاق رائے سے متفقہ طور پر اسلی کے امکان سے درخواست کی گئی کہ وہ مندرجہ ذیل مطالبات کو جلد از جلد عملی جامہ پہنائیں!

- (۱) پاکستان کا آئین کتاب و سنت کے مطابق بنایا جائے۔
- (۲) مملکتِ خدا داد کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہونا چاہئے۔
- (۳) انتخابات جلد کاغذ ہونے چاہئیں۔
- (۴) صدر حکومت ہمیشہ مسلمان ہونا چاہئے۔

ہی ایسی تقریریں سے بیزار ہیں۔ وہ ان کو سن کر کیا خوش ہوں گے۔ ان کی خوشی تو اس میں مضمر ہے کہ

ضروری اعلان

ہندوستان میں ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کے خریدار حضرات اپنا چندہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور کے پاس جمع کروا کر دفتر کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان کے نام پر چہ جاری کر دیا جائے۔

مینجر "خدام الدین" اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور (پاکستان)

کہ رشوت ستانی کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور بدعنوان افسران کے لئے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں اور ان تقریروں کی نسبت اخبارات میں ہو اور عوام محسوس کریں کہ ہمارے رہنا بڑے اہلکاروں کو خوب کوس رہے ہیں۔

یہاں تقریر کی ضرورت نہیں۔ عمل کی حاجت ہے اور یہی حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے چھان بین یا تحقیقاتی کمیشن کی ضرورت ہے۔ صحیح حالات کا پتہ کرنے کے لئے عوام میں آئیے۔ اور دیکھئے کہ عوام کن تکالیف میں مبتلا ہیں۔

ایک طرف تو یہ حالت کہ خود وزراء کرام تک کارکنانِ حکومت سے تالاں ہیں اور اپنی زبان سے بیان کرتے ہیں کہ سرکاری افسران کو عوام سے کوئی رابطہ نہیں۔ وہ تو بڑی بڑی تنخواہوں کے لالچ اور سیاسی دھڑہ بندیوں میں مبتلا ہیں۔ اور دوسری طرف انہی افسران کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے جو پہلے تین ہزار لیتے تھے اب چار ہزار پانچ لگے۔ آخر یہ اضافے کس کی اجازت سے ہو رہے ہیں۔ اگر وزراء کی اجازت سے ہیں تو کتنا بڑے لگا کہ ان کے قول اور فعل میں بڑا خطرناک تفاوت ہے۔ اور اگر یہ ان کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ وندائے عظام کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم انصاف کے نام پر اربابِ حکومت سے اپیل کریں گے کہ عوام تو پہلے

بذکر داد و گول کو پوری پوری سزا دے۔ ان و عوام کے ساتھ صحیح انصاف ہو۔ ضرورت کی چیزیں ادنا قیمت پر اور بلذمت دستیاب ہوں۔ اے اللہ انہیں اپنے قول کو نبھانے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

حضرت مولانا احمد علی صاحب کی

پیشکش

صدر دستور کے نام!
 بے انتشاء اللہ تعالیٰ!—
 میں غیر عالم اراکین دستور ساز
 اسمبلی کو تین ماہ میں بلا معاوضہ
 قرآن مجید کراچی میں حاضر
 ہو کر پڑھانے کے لئے
 تیار ہوں

بشرطیکہ

وہ حضرات دن رات کا سارا
 وقت اسی کام کے لئے فارغ
 کر لیں۔

کیا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مخلوق کے واسطے تجلی صام
 فرمائے گا اور تمہارے واسطے تجلی خاص۔
 اللہم اجعل ابابکر فی درجۃ جنتی فی المحدثۃ یومہ
 القیامت۔

ترجمہ:- اے اللہ ابوبکر کو قیامت کے دن میرے
 ہی درجہ (معبیت) میں جگہ دینا۔ اور فرمایا کہ
 ابوبکر میری امت میں سب سے پہلے داخل جنت
 ہوں گے۔

اور سنئے! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت ہے کہ ایک دن ان کے پاس حضرت ابوبکرؓ کا
 ذکر ہوا تو رو پڑے اور فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ میری
 تمام عمر کے عمل (صالحہ) ابوبکرؓ کے ایک دن اور ایک
 رات کے برابر ہو جائیں۔ رات تو وہ کہ جب ہجرت کر کے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے چلے۔
 جب غار کے منہ پر پہنچے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ
 یا رسول اللہ! آپ ابھی داخل نہ ہوئے۔ پہلے میں اندر جاتا
 ہوں۔ اگر موذی جانور ہو تو مجھے کاٹ لے نہ آپ کو۔
 چنانچہ اندر داخل ہو کر فاد کو صاف کیا اور غار کے
 ایک کونے میں کچھ سوراخ دیکھے۔ تو اپنی ہتھ پھاڑ پھاڑ
 کر سوراخ بند کئے۔ حتیٰ کہ دو سوراخ رہ گئے (ان
 کے لئے جب اور کوئی چیز نہ ملی) تو اپنے دونوں
 پاؤں سوراخوں میں رکھ دیئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم سے عرض کیا تشریف لائیے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی
 گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمائے گئے۔ اتنے میں
 ابوبکرؓ کو سوراخوں میں سے کسی چیز نے کاٹا۔ لیکن ابوبکرؓ
 بالکل نہ ہلے کہ شاید حضورؐ کے آرام میں خلل نہ آجائے
 مگر بے اختیار آنسو نکل آئے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے چہرہ مبارک پر جا گریے۔ (حضورؐ جاگ گئے)
 باقی قصہ یہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا خطبہ

ہمارا حکمران طبقہ

(از مولانا محمد شعیب صاحب میاں علی صاحب شیخوپورہ)

اُن کے ذکر الہی اور عبادت کی کثرت۔ اُن کی قرآن کی
 اشاعت کی شاندار روایات کیسے نظر انداز کر دیں۔ گویا ان
 کے بارہ امتیاز و صفات کا ذکر کرنا طائیت اور دقتناوینیت
 سمجھی گئی۔ افند اسی طرح سوانح حیات تشذ و تکلیل رہ
 گئی۔ حالانکہ آج سب سے زیادہ ضرورت ہی اس بات
 کی ہے کہ ہم اپنے اسلاف و ہم عصر اللہ کی بارہ امتیاز و صفات
 سے اندر صحیح حالات سے دنیا کو روشناس کر لیں تاکہ
 کوئی بھی طالب حق پیاسا نہ رہ سکے۔

اخبار خدام الدین کے کارکنوں کی سعی حق تعالیٰ
 قبول فرمائے کہ اس کے ہر پرچہ میں سلف صالحین کی
 تاریخ چمکتی ہے۔ اور اس پرچے نے اپنی مختصر سی
 چھ ماہ کی زندگی میں اسلاف کے حالات اس قدر
 شائع کئے ہیں کہ اتنے ہمارے روز ناموں میں
 سالوں میں شائع نہیں ہوتے۔ ہر کام کا ایک مقصد
 ہوتا ہے۔ باقی اخبارات کی اکثریت کے مطالعہ
 سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا مقصد تجارت
 اور کاروبار ہے۔ اسلام کا محض لیسل منگائے
 ہونے ہیں ورنہ صداقت اسلام سے ان کو فوہر
 کا واسطہ بھی نہیں۔ اور اگر بعضوں کو ہے بھی تو ثانوی
 مدد ہے۔ مگر ہفت روزہ خدام الدین کا مقصد اور
 اس کا نصب العین اشاعت دینی ہے۔ اس کے
 کسی گوشہ پرچہ میں سیدنا اللہ آپ خلائ شریعت
 کوئی بات نہ پائیں گے اور نہ انشاء اللہ آئندہ پائی
 جائے گی۔

ہمارے حکمرانوں کی تقریریں نشر ہوتی رہتی ہیں
 اور آپ عوام سنتے رہتے ہیں۔ آج افضل امت با تحقیق
 سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے
 بعد پہلی تقریر بھی سنئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ اُن کی
 تقریر درج کروں دو چار حدیثیں ان کے مناقب اور
 فضائل میں بھی سن لیں:-

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 یا ابابکر اعطاک اللہ الوضوان الاکبر
 قال وما وضوان الاکبر قال ان اللہ یجعل لی الخلق
 عاصتہ وکخاصتہ۔

ترجمہ:- اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تم کو سب سے بڑی
 خوشنودی سے مرہون فرمایا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم) سب سے بڑی خوشنودی اللہ تعالیٰ نے تم

آج کل لیڈرمن کے قلمی اور قلمی چہرے (تقریری)
 اور ان کی تقریریں چھاپنا اخبارات کا محبوب مشغلہ ہے
 چاہے ان لیڈرمان کرام کا کسی مذہب اور ملت سے
 تعلق ہو۔ دوسری جنگ عظیم میں نازی اور برطانوی
 لیڈرمان کے قلمی چہرے اور ان کی نظم و استعداد
 بھری تقریریں اُن کے اخبارات بڑے غرور و مباہات
 سے شائع کرتے رہے۔ متحدہ ہندوستان میں بھی اسی
 طرح اُن کی مدح سرائی اکثر اخبارات کرتے رہے ہیں۔
 مگر آج محمد اللہ ہم آزاد ہیں۔ جائے تعجب ہے کہ پاکستان
 کے اکثر اسلامی اخبارات اور جرائد اسی طرح ان کی
 مدح سرائی میں مشغول ہیں اور بھانپتے اس کے ہم اپنے
 رہنماؤں کی زندگی اور ان کے ارشادات سے
 دنیا کو روشناس کراتے ہیں۔ انہی سفید خاموں کی تصنیف خوانی
 کو ہم عزت سمجھتے ہیں۔ صد سالہ غلامی کا محسوس اثر ابھی
 دماغوں میں رچا ہوا ہے۔ اُن کے ظلم۔ انصاف اور
 انہوں کے انصاف بھی ظلم ہی نظر آتے ہیں۔ اُن کے
 گناہوں کو نیکی ثابت کرتے ہیں اور انہوں کی نیکی میں
 بھی گناہ کا سراغ لگانے میں ابڑی جوڑی کا مذہب
 لگاتے ہیں۔ بھلا ان بھلے انہوں سے کوئی پوچھے
 جس طرح تم اُن کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے
 قلابے ملائے جھکتے نہیں ہو۔ کبھی اُن کے اخبارات
 نے بھی کسی قرونِ ادنیٰ کے مسلم رہنما کا فراخ قلبی سے
 ذکر کیا ہے۔ کیا ہماری چودہ سو سالہ تاریخ میں کوئی
 بھی ایسا کم اندر یا پروفیسر یا افسر نہیں گزرا۔ جس کے
 کارناموں سے دنیا کو روشناس کر کے ہم اپنی عزت
 بڑھا سکیں۔

بڑا ہو غلامی اور محکومی کا جس نے ہماری ذہنوں
 کو اور ہمارے دماغوں کو ایسا بدلا کہ غیروں کے ظلم و
 ستم کے قصے بھی ہم نے خوشی سے شائع کئے۔ اور
 انہوں کی نیکی اور خدا ندرستی بھی چھپا رکھی۔ شاید وہ
 کسی نے اپنے اسلاف کے کچھ حالات شائع بھی کئے
 تو ناووں اور افسانوں کے رنگ میں۔ تاکہ پڑھنے والوں
 کو چھپے ہی معلوم ہو جائے۔ کہ صرف دماغی اختراع سے
 حقیقت سے فوہر کا بھی واسطہ بھی نہیں۔ بعض متناظر ہوں
 نے اگر واقعات کے رنگ ہی میں مجھے تو صرف جنگی کارنامے
 ہی پیش کئے۔ باقی اُن کی خوف و خشیت۔ اُن کے
 صبر و رضا۔ اُن کے زہد و قناعت۔ اُن کے تسلیم و توکل

مجلس فکر

مؤرخہ چودھری عبدالرحمن خان صاحب

آج مؤرخہ ۶ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۵۵ء بروز منوار
مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل
تقریر فرمائی :-

نیکوں کی دوستی

بتانے والا

اس مکتب فرشتے ہیں "احوال بتانے والا پیغمبر یا
ان کے نائب یا جو نیک بحث تھے۔
اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہر دور
کے انسانوں اس دور کے اللہ کے مقبول بندے بطور
گواہ پیش ہوں گے۔
اگر یہ شبہ ہو کہ قیامت کے دن سب گ پریشان
ہوں گے تو گواہی کیسے دیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہوں گے جو پر قیامت
کے دن کی پریشانی کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس کے
متعلق پہلے قرآن مجید اور اس کے بعد حضرت علیؑ
علیہ وسلم کے ارشادات پیش کر دیں گے۔

قرآن تفسار :-

لَا يَخْشَى اللَّهُ الْكُفْرَ الْاَكْبَرُ وَشَأْنَهُمْ اَلْمَلٰٓئِكَةُ
هٰذَا يَوْمَ مَكْمَدِ الْاٰنِ كُنْتُمْ تُوْحِدُوْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء رکوع ۴۱ پارہ ۷۷)

(ترجمہ :- انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا
اور ان سے فرشتے آئیں گے۔ یہی وہ تہارادوں ہے۔
جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا)

اس آیت کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا
شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حاشیہ میں فرماتے
ہیں :-

"یعنی اس دن جب خلعت کو سخت گھبراہٹ ہوگی
اللہ تعالیٰ ان کو رنج و غم سے محفوظ رکھے گا۔
حضرت کے ارشادات :-

(۱) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ
يَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ یَجْلِسُ اِلَیْہِمْ
اُظْلَمَ فِی ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (رواہ مسلم)
(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنے ترجمے کے حاشیہ میں لکھا
عجب چیز لکھی ہے۔ وہ پیش کرنا چاہتے
ہوں۔ شاہ صاحب رحمہ کا ترجمہ بہتر ہے۔
حضرت شیخ ابوسعید احمد علیہ السلام نے اس کی کچھ اصلاح
فرمائی ہے۔ اصلاح کے یہ حصے ہنسہ ہیں۔
اس میں کچھ غلطیاں تھیں وہ انہوں نے درست
کی ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شاہ صاحب کی اصلاح
بہت پرانی ہے۔ اس میں بعض متروک الاستعمال
کو بیخود ہند نے نکال دیا ہے۔ پھر حصہ شاہ صاحب
کا ہی ترجمہ لیا۔ صرف ۱/۲ حصہ میں تبدیلی فرمائی ہے
شیخ ابوسعید کے دل میں شاہ صاحب کا ادب اتنا تھا کہ
فرمایا کرتے تھے اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو شاہ
صاحب کا زبان میں نازل ہوتا۔ شاہ صاحب کا کمال یہ
ہے کہ عربی محاورات کے مقابلہ میں اردو کے وہ
محاورات استعمال فرماتے ہیں۔ جن سے مطلب بالکل واضح
ہو جاتا ہے۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَہِیْدٍ وَجِئْنَا بِکَ
عَلٰی حَقِّہٖ لَا یُشَہِدُ اِلَّا سَوَءٌ رَّکُوْعٌ عَلَیْہِ
(ترجمہ) پھر کیا حال ہوگا جب ہر قوم کے چھ کو ان لوگوں پر سوال
بتانے والا

اس آیت کے متعلق شاہ صاحب رحمہ کا حاشیہ
ملاحظہ ہو۔

"یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت
کے پیغمبر سے اور معتبر نیک بختوں سے بیان کروادیں گے
منکر و نیکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان
ہوگی۔"

وَرَفَعْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ شَہِیْدًا (سورۃ القصص
رکوع ۲۱)
(ترجمہ) اور ہر امت کے ہم ہر فرقہ میں سے ایک احوال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن فرمائے گا۔ وہ دوست کہاں ہیں جو میری
خلعت کے سبب سے ایک دوسرے کے دوست
تھے۔ آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جس دن
سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہے۔

(۲) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَا تَأْسَا مِنْہُمْ
یَا نَبِیُّا اِنَّہُمْ لَا یُفْطِنُوْنَ اَوْ یُفْطِنُوْنَ اَوْ یُفْطِنُوْنَ اَوْ یُفْطِنُوْنَ
یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُفْطِنُوْنَ مِنْہُمْ مِنَ اللّٰہِ۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
فَیْضُ مَا مِنْہُمْ قَالَ مِنْہُمْ قَوْمٌ یُّحِبُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
مَلٰٓئِکَۃً اَسْرَحَ بَیْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یُّنَاطِلُوْنَہَا
قَالَ اللّٰہُ اِنَّہُمْ یُفْطِنُوْنَ لَنُفُوْا وَرَاسُہُمْ لَیْلُ فَوْقَ
اَلْاَسْبَاطِ اِذَا فَاَتَ النَّاسُ وَلَا یُفْطِنُوْنَ
اِذَا حَزَنَ النَّاسُ وَقَرَأَ ہٰذِہٗ الْاٰیۃُ الْاٰتِ اَنْفِیَا
اللّٰہُ لَا یُفْطِنُوْنَ مِنْہُمْ وَلَا هُمْ یُفْطِنُوْنَ (رواہ ابوداؤد
ورواہ فی شرح السنہ)

ترجمہ :- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں
میں سے ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ نہ وہ نبی ہیں نہ وہ شہید
ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں ان کے مرتبے کے سبب سے
انبیاء اور شہداء اور بھی ان کی ریس کریں گے۔ انہوں نے
عرش کی یا رسول اللہ میں خبر دیجئے۔ نہ کون لوگ ہوں گے۔
آپ نے فرمایا وہ وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ کی محبت کے سبب
سے ایک دوسرے محبت رکھتے تھے نہ ان میں آپس میں
رشتہ داری تھی۔ اور نہ مالوں کا کوئی لین دین تھا۔ پس
خدا کی قسم بے شک ان کے منہ پر اللہ کے نور
ہوں گے۔ وہ نور کے اوپر ہوں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے۔
جب لوگ ڈریں گے۔ اور انہیں غم نہیں ہوگا۔ جب لوگ
مغموم ہوں گے۔ اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ الا ان
ادنیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخوفون ۝
ترجمہ :- بے شک اللہ کے دوست (وہ ہیں) جن
کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمیں ہوں گے)

(۳) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سَبْعَۃٌ یُّظَلُّوْنَ مِنْ اللّٰہِ فِی ظِلِّہِ
یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ۔ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَہَادَۃٌ شَہَادَۃٌ
فِی حِلَّیۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّنٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا
خَرَجَ مِنْہٗ حَتّٰی یُکُوْمَ الْیَمِیْنُ وَرَجُلَانِ شَہَادَۃٌ فِی اللّٰہِ
اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَقَرَّ قُلُوبُہُمَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذُکِّرَ اللّٰہُ خَالِیًا
فَقَامَتْ عِبَادَہٗ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ اِمْرَاۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ
وَرَجُلٌ نَقَالَ اِنَّیْ اَخَاۃُ اللّٰہِ وَرَجُلٌ نَصَبَتْ
بَصَدَقَۃً فَاَخْفَاہَا حَتّٰی لَا تَخْلَعُ شِیْئًا مَّا تَقُوْ
یَحِیْتُ (متفق علیہ) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
نے فرمایا کہ سات شخص میں سے اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں
رکھے گا۔ جس روزگار کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) امام
عادل (۲) وہ جہان جہان میں جو اللہ کی عبادت میں صرف کرے۔
(۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں رہتا ہے۔ جب وہ مسجد
سے باہر نکلتا ہے تو عجب تک مسجد میں واپس نہ جاتا ہے جن

[illegible]

۱۴۱۴ھ
 ۱۴۱۵ھ
 ۱۴۱۶ھ
 ۱۴۱۷ھ
 ۱۴۱۸ھ
 ۱۴۱۹ھ
 ۱۴۲۰ھ
 ۱۴۲۱ھ
 ۱۴۲۲ھ
 ۱۴۲۳ھ
 ۱۴۲۴ھ
 ۱۴۲۵ھ
 ۱۴۲۶ھ
 ۱۴۲۷ھ
 ۱۴۲۸ھ
 ۱۴۲۹ھ
 ۱۴۳۰ھ
 ۱۴۳۱ھ
 ۱۴۳۲ھ
 ۱۴۳۳ھ
 ۱۴۳۴ھ
 ۱۴۳۵ھ
 ۱۴۳۶ھ
 ۱۴۳۷ھ
 ۱۴۳۸ھ
 ۱۴۳۹ھ
 ۱۴۴۰ھ
 ۱۴۴۱ھ
 ۱۴۴۲ھ
 ۱۴۴۳ھ
 ۱۴۴۴ھ
 ۱۴۴۵ھ
 ۱۴۴۶ھ
 ۱۴۴۷ھ
 ۱۴۴۸ھ
 ۱۴۴۹ھ
 ۱۴۵۰ھ
 ۱۴۵۱ھ
 ۱۴۵۲ھ
 ۱۴۵۳ھ
 ۱۴۵۴ھ
 ۱۴۵۵ھ
 ۱۴۵۶ھ
 ۱۴۵۷ھ
 ۱۴۵۸ھ
 ۱۴۵۹ھ
 ۱۴۶۰ھ
 ۱۴۶۱ھ
 ۱۴۶۲ھ
 ۱۴۶۳ھ
 ۱۴۶۴ھ
 ۱۴۶۵ھ
 ۱۴۶۶ھ
 ۱۴۶۷ھ
 ۱۴۶۸ھ
 ۱۴۶۹ھ
 ۱۴۷۰ھ
 ۱۴۷۱ھ
 ۱۴۷۲ھ
 ۱۴۷۳ھ
 ۱۴۷۴ھ
 ۱۴۷۵ھ
 ۱۴۷۶ھ
 ۱۴۷۷ھ
 ۱۴۷۸ھ
 ۱۴۷۹ھ
 ۱۴۸۰ھ
 ۱۴۸۱ھ
 ۱۴۸۲ھ
 ۱۴۸۳ھ
 ۱۴۸۴ھ
 ۱۴۸۵ھ
 ۱۴۸۶ھ
 ۱۴۸۷ھ
 ۱۴۸۸ھ
 ۱۴۸۹ھ
 ۱۴۹۰ھ
 ۱۴۹۱ھ
 ۱۴۹۲ھ
 ۱۴۹۳ھ
 ۱۴۹۴ھ
 ۱۴۹۵ھ
 ۱۴۹۶ھ
 ۱۴۹۷ھ
 ۱۴۹۸ھ
 ۱۴۹۹ھ
 ۱۵۰۰ھ

[illegible][illegible]

۱۔ کہ قریب کر کے آجائے کہ
 ۲۔ کہ اگر کسی کو کسی سے
 ۳۔ کہ اگر کسی کو کسی سے
 ۴۔ کہ اگر کسی کو کسی سے
 ۵۔ کہ اگر کسی کو کسی سے

شیرازی

ଆମ ଦାମାନ୍ତ:

۱۳۶۵ سنه ۱۴۰۰

۱- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۲- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۳- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۴- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۵- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۶- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۷- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۸- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۹- در هر روز یک بار در وقت نماز
 ۱۰- در هر روز یک بار در وقت نماز

[illegible][illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

مجلس

یہ نکلے۔ کہ عذاب الہی میں مبتلا ہونے والی قومیں ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث تباہ ہوتی رہی ہیں۔ غماخبر و ایما

تاریخی حقائق :-

بعض خلفاء اسلام کے حالات

حکمران طہمتہ کے لئے دعوتِ سر

از جناب مولانا محمد ظہیر الدین حسنا مفتاحی دارالعلوم معینیہ سہ

خلیفہ متوکل المتوفی شکستہ اپنی سیرت میں بڑا ممتاز گذرا ہے۔ گوشتوں نے اس کو بڑی طرح بدنام کرنے کی سعی کی ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے :-

”متوکل کو رعایا کا بڑا خیال تھا اور ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کرتا تھا، وہ کہا کرتا تھا اگلے خلفاء رعایا پر اس لئے سختی کیا کرتے تھے کہ وہ اس سختی کے خوف سے ان کے مطیع رہیں اور میں نرمی کرتا ہوں تاکہ مجھ سے محبت کریں۔ مریے پاس آئیں اور مری اطاعت کریں۔“

آج سے سینکڑوں برس پہلے کے حکمران کا یہ سلوک تھا اپنی رعایا کے ساتھ جس کے متعلق کہا جاسکتا ہے جمہوری دور نہیں تھا۔ مگر غور کیجئے یہ یریم اور محبت، یہ اخلاق اور حسن سلوک اب روئے زمین پر باقی ہے؟ اب تو صرف زبانی لیے دعوے کے سوا عمل کہیں نظر نہیں آتا۔ مسعودی جیسے مؤرخ کا بیان ہے :-

”متوکل کا زمانہ اپنی بھلائیوں، خدیوں، سرسری و شادابی، فارغ البالی اور غایت عیش و عشرت کے لحاظ سے عہدِ سردار تھا۔ ساسے خواص و عوام خوش و خرم تھے۔“

متوکل کے عدل و انصاف کے متعلق مسعودی لکھتا ہے :-

”عدل و انصاف کے لحاظ سے بھی متوکل کا زمانہ ممتاز شمار کیا جاتا تھا۔“

آہ! اب تو یہ خوبیاں ہمارے زمانہ میں غائب نہ رعایا خوش و خرم ہے اور نہ کوئی غرب، حدیہ ہے کہ ہمارے اور دوسرے اکثر ملک کی زیادہ آبادی مشقت اور فاقہ کی زندگی گذارتی ہے۔ عدل و انصاف کس کو کہتے ہیں۔ آج کوئی جانتا بھی نہیں، حکمران طبقہ صرف اپنے بیانوں میں عدل و انصاف کا زائشی طور پر نام لے لیتے ہیں۔ ورنہ عمل سے کوئی تعلق نہیں، انصاف ہمارے ملک میں بکتا ہے۔ اَلَا مَآشَرُ الْمَدِ

متوکل نے اپنے دورِ حکومت میں رشوت، ستانی کی کسی اصلاح کی اور کامیاب رہا۔ اس سلسلے میں بھی مؤرخ کا بیان ہے :-

”متوکل کے اولین عہد میں رشوت کا

بازار گرم تھا، مگر متوکل نے بڑے بڑے عہدہ داروں کو سخت سزائیں دیں، اور گراں قدر جہانے کئے۔ جس سے رشوت ستانی کا دروازہ بند ہو گیا۔“

ہمارے ملک میں رشوت ستانی کے بند کرنے کے لئے جتنی بھی کوششیں ہوتی ہیں، کوئی بھی کامیاب نہیں ہوتی۔ بلکہ نتیجہ بالکل برعکس نکلتا ہے۔ رات دن کھلم کھلا رشوت ستانی کا بازار گرم ہے۔ حکومت کے جس حکمہ میں چلے جائیے بغیر رشوت کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ حد ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں رشوت بند کرنے کا اختیار ہے غالباً وہ خود بھی پاک نہیں، اور اسی کا نتیجہ ہے رشوت کا بانہا سر نہ چڑنا۔

اس حسن انتظام اور عدل و انصاف کا نتیجہ یہ تھا کہ عہدِ متوکل میں ہر طرح کی برکت ہوتی۔ متوکل نے اپنے ہاتھ سے داد و بخش میں کروڑ ہا روپیہ خرچ کیا، مگر بایں ہر جب دنیا سے رخصت ہوا۔ تو خزانہ میں بقول مسعودی چالیس لاکھ دینار اور ستر لاکھ درہم چھوڑ گیا۔

متوکل نے احیاء سنت اور اشاعتِ حدیث کے علاوہ ترجمہ و تصنیف پر بھی توجہ دی، ”بیت الحکمت“ کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا اور اس کا افسر حنین بن اسحاق کو بنایا اور اس کے تحت مترجمین کی ایک جماعت تھی اس میں مؤرخین نے لکھا ہے :-

”متوکل نے حنین کی بے انتہا قدر دانی کی، ایوانات شاہی میں سے تین محل اس کی رہائش کے لئے خالی کر دیئے اور ان کو ہر قسم کے آرائشی سامان سے سجھا کر شاہی کتب خانہ بھی وہیں رکھوا دیا۔ پندرہ ہزار ماہوار تنخواہ مقرر تھی۔“

علم و علماء کی یہ قدر دانی اب کہاں رہی، اب چاروں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ حکومت انہی کی قدر دانی کرتی ہے۔ بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع سے نظامِ عید آباد کی یاد نہ دلائی جائے۔ جنہوں نے پچھلے دنوں علم اور اہل علم و فنوں کی خوب عزت اور قدر دانی کی، اور علوم و فنون پر لاکھوں روپے خرچ کئے۔

منتصر المتوفی شکستہ بڑا بامروت عقیف اور

خلیق بادشاہ گنہگار ہے۔ اس کے منہ میں علامہ سیوری کا بیان ہے :-

”منتصر نے رعیت میں عدل و انصاف پھیلایا اور لوگ باوجود اس کی ہیبت کے اس کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ وہ سخی اور علیم الطبع تھا“

اب عدل و انصاف تو نہیں، ہاں ظلم و جور ضرور پھیلے تھے ہیں۔ مؤرخ ہمارے اس دور کی تاریخ لکھتے بیٹھے گا۔ تو وہ انصاف کا باب قائم کرے گا اور پوری کد و کاوش کے بعد لکھے گا۔ افسوس عدل و انصاف کوئی سبق آموز واقعہ نہیں مل سکا۔

لکھا ہے منتصر نے ایک وفد اپنے باپ کے خزانہ سے کچھ فرش نکوائے، ان میں سے ایک فرش کے وسط میں ایک دائرہ بنا ہوا تھا۔ جس میں ایک سوار کی تصویر تھی اور فرش کے کنارے کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک فارسی خواں کو بلوا کر پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ لکھا ہے میں ”شیر و شیریں کسری بن ہرگز ہوں“ میں نے اپنے باپ کو قتل کیا لیکن مجھے چھ ماہ سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا“ منتصر یہ سن کر ہکا بکا گیا اس نے بھی اپنے باپ کو قتل کرایا تھا مگر حال یہ تھا۔

”اس واقعہ کا غم بہت تھا“ شبِ روزِ باپ کے لئے روکا کرتا تھا۔ اس غم میں چھ ماہ میں گھل گھل کر سوکھ گیا۔“

اپنے گناہ پر اس طرح کا پچھتاوا اب کہاں ہو رہا ہے تو اپنے گناہ کو چھپانے کے لئے سینکڑوں الزام تراشی جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے ہندوستان کی ریاست کے ایک نائب وزیر اعظم کو اس کے سابق وزیر اعظم ہی نے فرش سے عرش پر پہنچایا۔ مگر آج یہ عبرت انگیز واقعہ دنیا کے سامنے ہے کہ اسی بداندیش نے اپنے سابق وزیر اعظم کو جیل میں بند کر ڈالا ہے اور اگلے ہی پر الزام ڈالتا ہے اور اسے اب تک اپنے اس گناہ کا احساس نہیں ہے۔

خلیفہ ہندی المتوفی شکستہ ویندار اور امانت دار تھا، اپنی خصوصیات میں امتیاز کا مالک گذرا ہے۔ اس کا یہ واقعہ پڑھنے کے لائق ہے۔

ہاشم بن تاسم کہتے ہیں کہ رمضان میں شام کے وقت ہندی کے پاس میں بیٹھا تھا۔ جب میں چلنے لگا۔ تو ہندی نے دگا ہاشم بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا، پھر ہم نے انظار کیا اور نماز پڑھی۔ ہندی نے کھانا مانگا تو ایک بید کی ڈلیا میں کھانا آیا۔ اس میں تیلی تیلی روٹیاں تھیں اور ایک برتن میں تھوڑا سا نمک، دوسرے میں سرکہ اور تیسرے میں زیتون کا تیل تھا۔ مجھ سے بھی کھانے کو کہا۔ میں نے کھانا شروع کیا۔ اور دل میں سوچا کھانا اور بھی آتا ہوگا، ہندی نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کیا تمہارا روزہ ٹھیک تھا میں نے کہا تھا۔ پھر پوچھا کیا کل روزہ نہ رکھو گے۔ میں نے عرض کیا رکھوں گا۔ اور عرض کیا امیر المؤمنین! یہ تو اب رمضان ہے خلیفہ بولا پھر تو اچھی طرح سے کھاؤ اور امیر یہ نہ رکھو کہ اور کھانا آئے گا۔ کیوں کہ اس کے سوا اور میرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی نظر میں

(ان جناب تاج محمد صاحب الیوم شاہد ہیروئی)

سیاہ داغ لگا سکے میری درخواست ہے کہ جن بھائیوں نے اسلام کا لٹریچر نہیں پڑھا وہ ضرور پڑھیں کیونکہ وہ زمانہ قریب آ گیا ہے جب کہ تم سب کو اسلام کا لٹریچر تلاش کرنا پڑے گا۔

(۸) راجہ رادھا پرشاد سنہا :-

ہادی اسلام کا ہر قول اور ہر فعل استقامت اور پختگی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ حضور کی زندگی کا ہر واقعہ انسانی قوت سے باہر معلوم ہوتا ہے اگر حضور رحمتہ للعالمین نمونہ خلق نہ ہوتے تو آج دنیا توحید پرستوں سے خالی نظر آتی۔ وہ کامل اور اکمل کتاب جو اپنی تعریف اور توصیف میں لاریب فتنہ کا زبردست استدلال رکھتی ہے اس میں نظیر اور فقید المثال ہستی کے اخلاقی محامد اور محاسن پر اکتاک لعلی الخلق عظیمہ کی مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

(۹) بالو مکٹ دھاری پرشاد :-

”بے شک اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن یہ تلوار لوہے کی نہ تھی۔ بلکہ حضرت محمدؐ کے اخلاق اور عفو اور پاکیزہ عادات اور خصال کی تلوار تھی۔ ان بے بہا اوصاف اور قیامت تک نہ شے والی سبق آموز تعلیمات کی تلوار نے گردنیں نہیں کاٹیں۔ بلکہ دلوں کو جوڑا اور ایک رشتے میں پرو دیا۔“

(۱۰) مسٹر شانت رام ایم۔ اے :-

”مہرشی حضرت محمدؐ دنیا کے سب سے عظیم الشان رفیقا رہیں۔ آپ ایسے وقت میں پیدا ہوئے جبکہ دنیا پر تاریکی چھا رہی تھی۔ آپ نے ایشور کے حکم سے اپنی پاکیزہ زندگی کا ایسا عجیب اور بے نظیر نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس نے کایا پلٹ دی۔ آپؐ نے ظالموں اور ڈاکوؤں کو پرہیزگار بنایا۔ اور وحشیوں کو حکمرانی کے زین اصول سکھائے۔ آپ نہایت رحمدل اور انصاف پسند تھے۔ غرضیکہ دنیا پر حضرت محمدؐ کے لامتناہی احسان ہیں۔ اور احسانات کو یاد کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔“

(باقی صفحہ پر)

یعنی اس کو آپؐ نے پیش کیا۔ جو تمام ممالک اور تمام ممالک کا ایک ہی خدا ہے۔“

(۴) ابراہیم راجندر منچند :-

”میری عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ اس جاہل اور منتشر قوم میں خدا کا ایک فرستادہ پیدا ہوتا ہے۔ جو صرف بارہ سال کے عرصہ میں کائنات ارضی کے نقشے تبدیل کر دیتا ہے اور آپؐ کی قوم بارہ سال کے محدود اور مختصر عرصے میں چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح کر لیتی ہے۔ گویا ایک دن میں آٹھ کامیا بیاں حاصل کرتی ہے۔“

(۵) سادھوٹی۔ ایل سووانی :-

”میں حضرت محمدؐ کو کونش بجالاتا ہوں۔ وہ دنیا کی عظیم الشان ہستی ہے۔ وہ ایک قوت تھی جو انسان کی بہتری کے لئے صرف ہوئی۔ وہ امن اور راستی کی تلقین کرتے رہے۔ تم میں سے کون ہے جو اس سے انکار کرے۔ کہ وہ اعلیٰ زندگی اور اعلیٰ قوت رکھتے تھے۔“

(۶) لالہ کنور سین :-

”آپؐ نے اپنے ظہور کے سانحہ ہی تو حید کا فائدہ بلند کیا۔ آپؐ نے نہایت ہی شاندار الفاظ میں لا الہ الا اللہ کا اعلان کیا۔ تمام عالم پر ایک خدا کا پرچم لہرایا۔ اور اس بنیادی عقیدہ سے تمام قوموں کو اتحاد اور محبت کی دعوت دی نفسیاتی اعتبار سے ایک خدا کا تصور بے حد قابل قبول ہے پھر آپؐ نے اخلاق انسانی کی اصلاح کا ایک ایسا ضابطہ اور پروگرام پیش کیا۔ جس میں بڑی ہی کشش ہے۔ آپؐ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ آپؐ نے مساوات انسانی کی عمی تعلیم دی۔ جس کے غرور اور رنگ کے امتیاز کو مٹا دیا اور ہر چیز ہے جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔“

(۷) مسٹر بی۔ ایس کشا لیبی بی۔ اے۔ ڈی ای رنل :-

”بے شک محمدؐ ایک سچے پیغمبر تھے۔ سچے محمدؐ کے متعلق میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں میں روح محمدؐ سے ان کی معافی مانگتا ہوں اور علی الاطلاق کہتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک شخص کی بھی مثال نہیں ہے کہ وہ حضرت محمدؐ کے کیونکر پیرا ایک

حضور علیہ السلام دنیا کی وہ عظیم الشان انقلابی ہستی تھے۔ جنہوں نے سیاسی، اخلاقی، روحانی اور اقتصادی دنیا میں دوسرے انقلابات پر کئے اور نسل آدم کو اخلاقی و سیاسی پسپائیوں سے نکال کر انسانیت کبریٰ کی منزل اعلیٰ تک پہنچا دیا۔ حضورؐ کی ان خدمات کا اعتراف ساتھ کر دے مسلمانان عالم کے علاوہ ہر مذہب اور ملت کے بے شمار راہنما کر چکے ہیں :-

(۱) جہانما گاندھی :-

”جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا جس کی روشنی سے ظلمت کو رے نور ہو گئے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام پھیلنے کی وجہ رسول کریمؐ کا ایمان۔ ایقان۔ اختیار اور اوصاف حمیدہ تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ بلکہ رسول کریمؐ کی ان صفات کیوجہ سے پھیلا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر پیدا کر دی تھیں۔ یورپی اقوام جنوبی افریقہ میں اسلام کو سرعت کے ساتھ پھیلتا دیکھ کر خوف زدہ ہیں۔ اسلام جو مشعل ہدایت کو مرا کو تک لے گیا۔ اسلام جس نے انجوت کا درس دیا۔ اسلام جس نے اندلس کو مہذب بنایا۔ جنوبی افریقہ میں یورپی اقوام محض اس لئے ہراساں ہیں کہ وہ جانتی ہیں کہ اگر اصلی باشندوں نے اسلام قبول کر لیا۔ تب وہ ہمسائے حقوق کا مطالبہ کریں گے۔“

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور :-

”اسلام دنیا کے مذہبوں میں سے بڑا مذہب ہے اس دین کے پیروں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ اپنے طرز زندگی سے اپنے دین کی عظمت و شہادت کی شہادت دے گویا ہی دین۔“

(۳) سروجنی نائیڈو :-

”وہ پاک انسان (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نفرت سے بھرپور بغض و تعصب محمود اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا۔ اور اس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا ایک نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا۔ جو رب العالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے

دنیا سے شر کو دفع کر سکو اور امن قائم کر سکو۔ تاکہ دنیا اس امن و عافیت میں رہ کر خدا کی یاد کر سکے۔ اور اللہ کی یاد سے مہذب آباد ہوں خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے متعلق ہوں۔

بقیہ بعض خلفائے اسلام کے حالات

(حصہ ۱ سے آگے)

کی لاش کو زمین میں دفن کر دیا۔

قدرت کا انتقام بڑا زبردست ہوتا ہے۔ حکمران طبقہ میں جو لوگ قوم و ملک کو فائدہ پہنچانے کی جگہ خود فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کو آنکھیں کھول کر اس فائدہ کو بڑھانا چاہئے اور جرت حاصل کرنا چاہئے۔ خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

منفق المتوفی علیہ میں دینی اور اخلاقی خوبیاں تھیں۔ خطیب کا بیان ہے :-

”وہ اپنے پیشرو خلفاء کے بہت سے اعمال و افعال سے محترم رہا۔ نیز کبھی نہیں پی۔ ہر وقت قرآن شریف تلاوت کرتا رہتا اور کہا کرتا تھا کہ میرا اس سے بڑھ کر کوئی رفیق و ندیم نہیں۔ اپنی کنیزوں کو منہ نہیں لگایا۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، صاحب حکومت ہونے کے باوجود اسی خوبیوں کا مالک ہونا کوئی آسان بات نہیں اب تو ہمارے زمانہ میں اباب حکومت مذہبی اعمال و اخلاق سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ جائزہ کنیزوں کی بات تو الگ رہی۔ ناجائز دوشیزائوں سے بھی منکح کرنے میں نہیں مترشہ تھے۔

بقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عملوں کی نظر میں

(حصہ ۱ سے آگے)

(۱۱) مسرتی۔ آدھنا :- اسلام کا سب سے بڑا تقہ ایک خدا کی پیشش ہے۔ یوحنا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ بند کیا۔ اسلام نے دین مقدس کی پرانی تعلیم و حدت کو جس پر صدیوں کے رنگ چڑھے تھے۔ دوبارہ زندہ کیا۔

(۱۲) وحر مال صاحب لپٹا وفا

سیاسات سے مذہب ملا دیا تو نے کو دین دنیا کا سب سے بڑا تیرے خیال میں بہت ناخوشاں بشر کوئی بھی بشر کا نام ہو جائے زناہ عام ہی تیرا تھا جہاں نصیبین لقب تھیوں تیرا خیر الام ہو جائے

(۱۳) پخت گنیشی لال صاحب خستہ دلوئی ہادی بقیہ کوئی تقہ کو تو بہت پارہ وحدت کا سمجھوں تجھ کو بچا رہا بلویم خود قدرت کی تھی اک تصویر تو باکمل تھا تو تک اظہار شان کبریا

پڑ گیا۔ جوڑے اس مجسم حسن خلق کے قوم آشنا ہو سکے آپ کی تربیت برس کی حیات طیبہ مختلف ادوار سے گزری۔ آپ کو مغلی، توغر کا، مجبور، اختیار اور اعزاز غرض ہر رنگ میں پہنچا۔ اور تعلقات و حقائق کی لاتعداد اور بھاری ذمہ داریاں اٹھانی پڑیں۔ اور ہر ایک کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ کہ آپ کی ذات اقدس شرف انسانیت ہی نہیں بلکہ شرف ملک بن گئی۔

آپ خاتونوں میں رہ کر امین ادارہ مزاجوں میں رہ کر متین اور بزرگواروں میں رہ کر عظمت مآب ہوئے۔ آپ کے اخلاق حسنہ کا سک دلوں پر ایسا بیجا کہ دشمن بھی آپ کو صادق اور امین کہہ کر دیکارے پر مجبور ہو گئے۔ آپ مجسم حمید بیٹھے تھے۔ آپ کی رضائی ماں آپ کے پاس ہی وقت آتی ہے۔ جبکہ آپ ایک بڑی جماعت کے دلوں کے مالک تھے۔ آپ باوجود اپنی اس شان و عظمت کے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا سر عاریہ سے بڑھی دایہ کے سامنے تعظیم جھکا دیتے ہیں۔ آپ ایسے شفیق بزرگ تھے کہ ننھے بچوں کو زمین پر لٹے دیکھ کر اٹھا کر بار کرتے تھے۔ آپ ایسے آقا تھے کہ آپ کا غلام نہایت فخر سے کہتا ہے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پورے دس برس خدمت کی۔ اس دوران میں کئی غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئیں۔ لیکن مجھے آنحضرت نے کبھی سرزنش نہ فرمائی (آجکل کے قاسم آئینے میں اپنا منہ دیکھیں)۔ آپ ایسے مہر دینی نوع انسان تھے، کہ دشمنوں کی جمعیت حمد اور ہوتی ہے۔ وہ ان پر فتح حاصل کرتے ہیں۔ دنیا کے دستور کے مطابق جنگ کی بقیہ اسب مشکلیں کسے ہوئے آپ کی خواب گاہ کے قریب قیر کئے جاتے ہیں۔ تو حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر قیدیوں کی تکلیف کے خیال سے جاگتے ہیں۔ اور جب تک ان کی مشکلیں نہیں کھلوا جیتے۔ رات چپ سے نہیں بیٹھے۔ عفو و درگزر کا یہ عالم تھا کہ کھانے میں زہر دینے والوں کو ہمیشہ معاف کیا۔ اس میں شک نہیں کہ بانی اسلام کی ذات باریکات رحم مجسم تھی۔ مگر اس سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو۔ کہ اسلام صرف رحم و کرم ہی کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو خلاف فطرت اللہ تعالیٰ و معاشرت کے قوام کو بگاڑنے میں مدد ثابت ہوگی۔ کیونکہ دنیا کا معاشرتی نظام ٹھیک نہیں رہ سکتا۔ جب تک میل نہ ہو اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل نہیں ہوتی۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے :-

”لوگو! حق بات کہنے میں قربان اور

دوستی کا خیال میت کرو۔“

کیونکہ پہلی امتوں کو تعصب نے ڈوبایا۔ جہاد جو اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے۔ اس کی اہمیت بھی اس لئے ہے۔ کہ اس کے ذریعے حقوق العباد کی بجا آوری کا موقع ملتا ہے۔ چنانچہ احکامات جہاد کی آیات میں صاف طوع پیرا شاد ہے :-

”تم کو ظالموں سے لڑنے کی اجازت ہے تاکہ مظلوموں کی حفاظت کر سکو۔ اور کمزوروں کی حمایت کر سکو۔

ہوں گی۔ ایک وہ جس کی خدا کا کوئی پیمانہ نہ ہوگی۔ دوسری وہ جس میں سے خدا ایک بھی نہ چھوڑے گا۔ اور تیسری وہ جس میں سے کچھ نہ معاف ہوگا۔“

جس فرد کے گناہ معاف نہ ہوں گے وہ شرک ہے جس فرد کو خدا کی پیمانہ نہ ہوگی۔ وہ حقوق اللہ یعنی عبادت و غیرہ ہیں۔ اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہے معاف کر دے گا۔ لیکن وہ فرد جس کا حرف چھوڑنے نہ پائے گا۔ وہ حقوق العباد کی کوتاہیاں ہوں گی۔

قرآن کریم نے حقوق و فرائض کی جو فہرست پیش کی ہے۔ وہ مکمل جامعیت اور وسعت کی حامل ہے ہر مسئلہ کی جزئیات تک بحث کی گئی ہے۔ اور انسانی تعلقات کے مختلف دائروں کے حفظ مراتب کا خیال میں فطرت کے مطابق رکھا گیا ہے۔ مثلاً ماں کے حقوق باپ پر مقدم۔ باپ کے بہن بھائیوں پر بہن بھائیوں کے دیگر رشتہ داروں پر۔ اس طرح رشتہ داروں کے غمروں پر۔ اور پڑوسیوں کے غمروں پر مقدم رکھے گئے ہیں۔

اسلام اپنے حلقہ بگوشوں کو جس طرح سعادتمند و شفیق و مہربان و دوست اور مہربان پڑوسی دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی طرح انسانی برادری کا بہترین ہمد و دھی دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ :-

”بہترین خلاق وہی انسان ہے کہ جس سے

کسی فرد بشر کو نقصان نہ پہنچا ہو۔“


کسی قانون کی خوبی کے پرکھنے کی کسوٹی اس کے نتائج میں۔ اور کسی نامح و واضع اور راہنما کے خلوص کی جانچ اس کے اعمال میں۔ کوئی کتنی ہی اچھی بات کیوں نہ کہے۔ جب تک اس کی اپنی زندگی میں اس کا ثبوت نہ مل سکے بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ یہی حال غلاموں کا ہے۔ اعلیٰ اخلاق کے محاسن پر خوب بحثیں کی گئی ہیں۔ عقل و علم کی روشنی میں ان کے مذاکرات جاذب توجہ ہوتے ہیں۔ مگر بہت کم لوگ ان معیبن اخلاق میں سے ایسے گھرے ہیں۔ جن کی عملی زندگیاں اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ اور مرجع ثابت ہو سکی ہیں۔ مذہبی معیبن اپنے اقوال کی خوبی اپنے اپنے اعمال سے دینا پر ظاہر کرتے ہیں۔ لہذا انکی روش زندگیاں ایک عالم کو منور کر دیتی ہیں۔ مذہب اسلام کے ہادی برحق کی زندگی جیسے سامنے ہے۔ یہی وہ رہبر ہے۔ جس کو ایک نعلی خلق عظیم سے خطاب کیا گیا ہے ترجمہ (بے شک آپ دنیا کے سامنے اخلاق حسنہ کا ادب و اعلیٰ نمونہ ہیں۔

آپ نہ صرف یہ کہتے سنے گئے کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں بلکہ آپ کی ہر گیر حیات طیبہ کا ایک ایک قدم اخلاق حسنہ کی دوستیں لئے ہوئے ہے کہ راہ گیر اپنی زندگیاں وقف کرنے کے باوجود ان دستوں کے آغاز کو طے نہ کر سکے۔ اور آفتاب ان ذروں کو چھونے کی حشریں نہ

ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔

10

1



اس کی دیواریں سیدھی نہیں ہیں کیونکہ مختلف اوقات میں جوں جوں ارد گرد کے مکانات ملتے گئے۔ عمارت بیت اللہ میں شامل ہوتے گئے حرم شریف کے سات مینار ہیں۔ چار چاروں طرفوں پر اور زمین ان کے درمیان کوفوں کے میناروں پر مٹوں اذان دیتے ہیں۔

حرم شریف میں داخل ہونے اور باہر جانے کے لئے چالیس سے زیادہ دروازے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں۔

باب السلام۔ باب البقی۔ باب انعباس۔ باب الہمام۔ باب اقم بانی۔ باب الصفا۔ باب ابراہیم۔ باب اوداع۔ باب العمد وغیرہ۔

میں بقیہ دوم تہ پہلے مکہ معظمہ مقدس مقامات اور زیارت گاہوں میں شرف باریابی حاصل کر چکا تھا۔ لیکن عزیزم عبدالحی پٹنی بار اور اس کی والدہ دوسری دفعہ آئے تھے۔ اس لئے انہیں مندرجہ ذیل مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی۔

مسجد جبل ابی قیس۔ جبل فارحہ پر یہ چھوٹی مامون الرشید کے عہد تعمیر کی گئی۔ اسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نام سے ہی منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ حرم شریف میں مامون الرشید کے عہد تک کوئی مینار نہ تھا۔ جس پر کھڑے ہو کر اذان کی جانتے چنانچہ مامون الرشید نے یہ مسجد اور مینار تعمیر کرایا۔ یہاں حاجی لوگ نماز پڑھتے ہیں اس کے قریب ہی وہ مقام بتاتے ہیں۔ جہاں شیخ الفکر العجزہ ہوا تھا۔

جنت المعلیٰ۔ یہ مکہ معظمہ کا قبرستان ہے جو نہایت خستہ حالت میں ہے حضرت امینہ حضرت خدیجہ الکبریٰ۔ ابوالباب نجم رسول۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر۔ حضرت عبداللہ ابن نہیر کے مزارات اس جگہ ہیں۔

یہ وہ مکان ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دارالتمیم بنی ہوئی تھی جہیں قتل کرنے کے لئے حضرت عمرؓ تیار رہنے لگے کہ داخل ہوئے لیکن آیات قرآنی سن کر دشمنی جنت میں بل گئی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

جبل ثور۔ یہ من کو جو راستہ مکہ معظمہ سے جاتا ہے اس پر تقریباً چھ میل دور یہ پہاڑ آتا ہے۔ یہ پہاڑ اس غار کی وجہ سے مرجع خلافت بن گیا ہے۔ جس میں حضور صلعم حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہین دن اور سات مقیم رہے جبکہ آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ غار ثور میں جانے سے حاجیوں کو روک دیا جاتا ہے۔ لیکن عام دنوں میں اس غار پر کوئی پھر نہیں ہوتا۔

غار حرا۔ جبل ثور سے ہو کر ہم مکہ معظمہ آئے اور یہاں سے غار حرا کی طرف روانہ ہوئے۔ منیٰ کو جانے والی ٹرک پر کہ شریف سے تقریباً چھ میل بائیں طرف جبل نور واقع ہے۔ غار حرا تقریباً دامن کوہ سے ایک میل اور پانچ ہے اور یہ پڑھائی سخت دشوار

ہے۔ یہی وہ غار ہے جہاں حضورؐ نے نور صلعمؐ سے پہلے آکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے کہیں آپ کو منصب نبوت عطا ہوا۔ اور میں پہلی آیات مستقر فی اقدار ہامندہ بکات نازل ہوئیں۔ یہاں پر چائے اور کھانے کی معمولی دکانیں بھی ہیں۔ کیونکہ اکثر زائرین یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

ان زیارت گاہوں کے علاوہ مسجد حن مکان حضرت ابوبکرؓ وغیرہ پر بھی گئے۔ یوں تو ہر مسلمان کے لئے مکہ معظمہ کی چھ چھ زمین قابل تشریف ہے۔ لیکن ان مقامات مقدسہ کا ذکر اس خیال سے کیا گیا ہے کہ سفر نامہ لکھنے والے حضرت توفیق خدائی سے جب یہاں پہنچیں تو وہ بھی ان زیارت گاہوں سے مستفید ہوں۔

مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب مولوی حبیب اللہ صاحب خاں اکر حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مدظلہ جو سالہا سال سے مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہنے کے علاوہ روزانہ درس قرآن میری بیٹے ہیں۔ میں اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ بڑے صالح جوان ہیں اور خدمت و جانفشانی سے ہمیں کار خیر کو سر انجام دے رہے ہیں۔ حج کے ایام میں تقریباً دو ماہ کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف لے آتے ہیں اور حرم شریف میں ہی درس قرآن بخیر دیتے ہیں میں عرصہ سے ان کی ملاقات کا تمنا کرتا ہوں۔ غم کے قریب حرم شریف کے ایک حجرہ میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ کھانے کا وقت تھا۔ انہوں نے دعوت دی تو ہم نے بھی مقیمت پہنچے تو شکر ہے اسے قبول کیا۔ کیونکہ جو کہ ایک ہی تھی اور گرمی کے باعث حرم شریف سے باہر جانے کو ہی نہ چاہتا تھا۔ وہیں ان کے بڑا اور اصغر مولانا عبد اللہ صاحب سے بھی ملاقات ہو گئی جو ان کے پاس ہی حج کی غرض سے مقیم تھے۔

میں نے مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب کے عرض کیا کہ شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ دو برس ہوئے میری استدعا ہے آپ کے والد محترم نے مجھے اپنی معیت میں حج کرنے پر رستہ مندی ظاہر فرمائی تھی۔ لیکن میں روانگی کے وقت وہ اپنی علالت کے باعث تشریف نہ لے جاسکے۔ اگر پدرتوال پسند تمام کند

اب آپ اپنے والد صاحب کی بجائے ہماری رہبری فرماتے ہوئے حج کے تمام ارکان میں ہمارے ساتھ شامل رہیں تاکہ طبیعت میں اطمینان اور کیسوی پیدا ہو اللہ اللہ کہ آپ نے وعدہ فرمایا کہ باوجود عمر کی معذرتوں کے اسے کافقہ ایفا فرمایا۔ عفاک اللہ عن شر الذنوب جزاک اللہ فی الدارین خیرا ان دونوں و پندار اور یکجہ جاتیوں کا ساتھ بھی ہمارے لیے اللہ بس غنیمت تھا۔ مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب نے کچھ اور اہم برحقہ اور صل کے مطابق ایما فرمائے۔ جن کی بفضلہ تکمیل کی گئی۔

مولانا حسین احمد صاحب مولانا حسین احمد صاحب تہنی کا دم اس زمانہ میں حضرات میں سے ہے جو عرصہ سے آپ کی زیارت کا شوق تھا۔ چنانچہ

مولانا حبیب اللہ صاحب کے ساتھ ایک منظم کے مکان پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری شکل دیکھ کر فرمایا کہ ویسے تو اس شخصیت منظم کی صحبت کا دم بھرتے ہو لیکن یہ صورت کیا بنا رکھی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کچھ ہر پہنچش کیا تو فرمایا مجھے معقول تنخواہ ملتی ہے۔ میں نے امر کیا تو فرمایا اس شرط پر لینے کے لئے تیار ہوں کہ وعدہ کرو کہ آئندہ دوسری رکھو گے۔ میں نے عرض کی کہ وعدہ تو نہیں۔ البتہ انشاء اللہ تعالیٰ کوشش ضرور کروں گا۔ فرمایا یہ انشاء اللہ تو معمولی نذیر احمد کی طرح ہے کہ جو کام نہ کرنا ہو اس پر انشاء اللہ کہہ دیا۔

گرمی کا کافی تھکی چکیں میں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص دستی بچھائے کہ اندر آیا اور سب کو ہوا کرنے لگا۔ مولانا صاحب نے فرمایا اسے بند کر دو۔ کیا اس شخصیت صلعم نے ہی کسی کسی سے بیگناہ کرایا ہے۔ اگر ہے تو اس کی کوئی سند پیش کرو۔ ایک اور مجلس میں ہی چند منٹ انکی صحبت سے مستفید ہوا۔ چو بائید مرد را طبع بلندے مشرب نالے دل کرے نگاہ پاک بیٹے جان بیتا بے

کتاب الحج دو مرتبہ پہلے زیارت حرمین الشریفین سے تھیں و مشرف ہوتے وقت زیارت و مناسک حج کی دینی کی سہولت کے لئے لکھی گئی ہیں میرے زیر مطالعہ ہیں مگر کوئی کتاب ایسی نہ ملی جس میں خرچ کے لئے گھر سے روانہ ہونے کے وقت سے تکبیر حج و زیارت و وضو اہر تک ہر مرحلے کی دعاؤں کی سکین۔ حجاج کی زائرین منظم اور فرد حضرات کے خدیجہ دعاؤں پڑھتے ہیں۔ مگر اس طرح وہ لفظ سرور مکمل جو ہر دعا کو خود معافی کے ساتھ پڑھنے میں آتا ہے۔

اس مقصد کے پیش نظر تمام مستند دعاؤں کو یکجا جمع کر کے میں نے ۴۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب مکتب الحج کے نام سے شائع کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے اس چھٹی ہوئی کتاب کے ساتھ چھ ایک بار اپنے مقدس گھر اور روضہ المہر کی زیارت سے مشرف فرمائے اور ان دعاؤں کو وہاں خلوص دل سے پڑھنے کی توفیق بخشے۔ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے میری یہ خواہش پوری فرمادی۔ ذالک فضل اللہ یوقی من یشاء

روز قیامت ہر کسے در دست گیر و نامہ را من نیز حاضرے شوم تصویر جانان در فضل

منیٰ کو روانگی مولانا صاحب کی صبح کو مکہ سے عرفات کی طرف کاہ میں روانہ ہوئے کہستہ میں پہنچا پڑاؤ منیٰ پر ہوتا ہے جو قریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ معمولی گاؤں ہے۔ جس میں زیادہ تر کچے مکانات ہیں۔ اس میں ایک بازار بھی ہے۔ جہاں معمولی ضرورت کی اشیاء مل جاتی ہیں۔ کئی حاجی یہ مکانات کرایہ پر لے کر رہتے ہیں۔ کرایہ معمولی ہوتا ہے لیکن خانہ کعبہ میں آنے والے میں تکلیف ضرور ہوتی ہے۔

اور فرمایا: کیوں ابوبکر؟

عرض کی: میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں
کوئی چیز کاٹ گئی ہے۔

مغفور نے لعاب مبارک اس جگہ پر لگا دیا تو تکلیف
رفع ہو گئی۔ آخر الامر یہی زہر بدن میں پھیل کر حضرت
ابوبکرؓ کی موت اور شہادت کا سبب بنی۔

اسرا دل وہ کہ جب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
اصال فرم گئے۔ تو عرب کے (اکثر) قبائل مرتد ہو گئے اور
کہنے لگے کہ زکوٰۃ نہ دیں گے۔ تو حضرت دہلے کرنے فرمایا:۔
"خدا کی قسم اگر مال زکوٰۃ سے ایک
رہی بھی نہ ہو گے تو اس پر بھی جہاد
کروں گا۔"

میں نے عرض کی: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خلیفہ لوگوں سے الفت اور نرمی سے پیش آئیے تو مجھے
فرمایا: کہ وہ۔

جاہلیت کے زمانے میں تو تم بہادر
تھے۔ اب اسلام میں داخل ہو کر ہڈی
ہو گئے ہو۔ دجی کا زمانہ ختم ہو گیا۔
اور دین کامل ہو گیا۔ میری زندگی میں اب
ناقص ہونا شروع ہو جائے گا۔ یہ ہرگز
نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوبکرؓ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ بعض
علماء نے الہ کو دو سو احادیث کے قریب فرمایا ہے
صحاب امت سے حضرت ابوبکرؓ تمام امت میں بلند مرتبہ
ہیں۔ اور ان پر افترا اور بہتان باندھنے والے اسلام
کے دائرہ سے خارج ہیں۔

اب ان کا وہ خطبہ سنئے! جو انہوں نے خلیفہ
ہونے کے بعد فرمایا۔ حمد و ثناء کے بعد فرمایا:۔

اما بعد یا ایہا الناس ما کنت
حلیصاً علی الامارۃ یوماً ولا لیلتہ
قط ولا کنت راغباً فیہا ولا ساکناً
اللہ تعالیٰ فی سر و علانیۃ و لکنی
(اشفقت من الخلفۃ و مال فی الایۃ
من راحتہ۔ و لکن کلفت اخراً عظیماً
مالی بہ طاقتہ ولا سیدان الایقوتیۃ
اللہ تعالیٰ لوددت ان اقوی الناس
علیہا مکانی البوی) انی قد ولیتکم
ولست بخیبرکم فان احسنتم فاعینو
انی وان اسأت فتقوموا فی الصدق
امانتہ و لکن خیانتہ و الضعیف
فیکم فتویٰ عنہ حتی ازیمح علیہ
حقہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ و القوی منکم
ضعیف حتی اخذ الحق منہ انشاء اللہ
تعالیٰ۔ لاسیدم قوم الجہاد فی سبیل اللہ
الاضرہم اللہ بالذل۔ ولا یشع الفنا
فی قوم قط الا عمرہم اللہ بالبلاء
(طبیحونی ما اطعت اللہ و رسولہ

فاذا احصیت اللہ و رسولہ فلا طاعتی
علیکم قوموا فی الصلوٰۃ یرحمکم اللہ
تعالیٰ۔

ترجمہ: بعد حمد و ثناء۔ اے لوگو۔ واللہ
مجھ کو ہرگز امیر بننے کی عرض نہ کبھی
دل میں تھی۔ نہ رات میں۔ اور نہ میرا
میلان اس کی جانب تھا۔ اور نہ میں نے
اللہ سے ظاہر ہوا پر شیعہ اس کے لئے
دعا کی۔ البتہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ کوئی
فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔ مجھ کو حکومت
میں کچھ راحت نہیں ہے۔ بلکہ مجھ کو
ایک ایسے امر عظیم کی تکلیف دی گئی
ہے کہ جس کے برداشت کی مجھ میں طاقت
نہیں اور نہ وہ بدوفی اللہ عزوجل کی رو
کے قابل ہیں اسکا۔ ہے۔ میری یہ ضرورت
آرزو تھی۔ کہ آج میری جگہ سب سے زیادہ
قوی آدمی ہوتا۔ یہ تحقیق ہے کہ میں
متبار امیر بنایا گیا ہوں۔ اور میں تم سے
بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں راہ راست پر
چلوں۔ تو مجھ کو مدد دو۔ اگر میں بے راہ
چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ صدف
امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ جو
تم میں کمزور ہے۔ وہ میرے لئے قوی
ہے۔ انشاء اللہ اس کا حق دلوا دوں گا۔
اور تم میں جو قوی ہے وہ میری نظر میں
کمزور ہے۔ اس سے انشاء اللہ حق لے
کر چھوڑوں گا۔ جو قوم راہ حق میں جہاد
چھوڑ دیتی ہے۔ وہ ذلیل کر دی جاتی
ہے۔ اور جس قوم میں بے حیائی کا رواج
ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الہی
نازل ہوتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور
اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ تم
میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا
اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں
تم کو میری اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔
اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ خدا
تم پر رحم کرے۔

(غالباً نماز کا وقت ہو گا)

اس مبارک خطبہ کا ایک ایک حرف اب ذر سے
لکھنے کے قابل ہے۔ خطبہ کیا ہے۔ بحر و غار ہے۔ اللہ
اور رسول کا موجب مارتا ہوا سمندر ہے۔ الفاظ کے
محافظ سے تو ہمیں پچیس جہلوں سے زیادہ مذہب ہو گا۔
لیکن معافی و مطالب جس قدر اس میں آگئے اس کا
اندازہ کیجئے تو کوڑہ میں گویا سمندر بند کر دیا گیا ہے
کیا ہمارے لیڈران کرام و مہبران اسماعیلی ٹھکانے وال
سے ان جہلوں پر غور کریں گے۔ کہ خدا کی قسم مجھ کو ہرگز

ہرگز امیر بننے کی خواہش نہ تھی نہ میں نے
اللہ سے دعا کی ظاہر یا پوشیدہ۔ مجھ کو حکومت
میں کوئی راحت نہیں۔ مجھ کو امر عظیم کی تکلیف
دی گئی۔ جس کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا
آج پچاس پچاس ہزار روپیہ اسمبلی کی ممبری اور کرسی کے
لئے جگہ اس سے بھی زیادہ نہیں اڑا دیتے۔ کیا متواتر
رات دن الیکشن لڑنے سے پہلے کہ شیشیں اور پروپیگنڈا
اخبارات اور اشتہارات کے ذریعے نہیں کر سکتے۔ اگر یہ
عرض نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا بھول کر ہمارے حکمرانوں
کی زبان سے یہ جملہ نکلا۔

"جس قوم میں بے حیائی کا رواج ہو جاتا ہے
اس پر عام طور پر عذاب الہی نازل ہو
جاتا ہے۔"

کیا گندے اور فحش رپڈیو آج ہوٹلوں کی زینت نہیں کیا
بے حیائی عام سینماؤں، ٹیلیوژن اور چکلوں میں نہیں ہوتی۔
کیا ہمارے اسلامی روزنامے ان فواحش کے داعی نہیں
کیا ہمارے ملک کی اکثریت ان فواحش کی طرف نہیں
کیا غریب کی داد دے آج جو رہی ہے؟ کیا کسی حنفیہ
نے یا گورنر نے عدہ سمجھاتے ہی اعلان کیا کہ لوگو جب
تک میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کروں۔ تو تم میری اطاعت کرو۔ اور جب نافرمانی کروں
چھوڑو یہ سب خیالیں دستور اسلامی نہ بننے کی وجہ سے
ہو رہی ہیں۔ اب سمجھا جاتا ہے کہ ملک کا دستور بد
ہے۔ خدا کی قسم کہ وہ صحیح معنوں میں اسلامی دستور ہے۔
اور مملکت خدا داد پاکستان کے شالان طاق ہو۔ اور
باقی مسلم حکومتوں کے لئے نشان راہ ہو۔ تاکہ منکرات اللہ
فواحش کا قلع قمع ہو جائے اور ملک میں امن و سلامتی کا
دور دور ہو۔ اب حضرت ابوبکرؓ کی تواضع اور کفایت
شعاری کی بھی ایک ایک مثال خاتمہ پر سن لیجئے۔ مدینہ
منورہ کے کناسے ایک پٹھیا اندھی محتاج رہتی تھی حضرت
عمرؓ ہمیشہ اس کے پاس اس ارادے سے جاتے کہ اس
کی خدمت کریں۔ مگر جب پونچتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی آدمی
پہلے آکر خدمت کر گیا ہے۔ ایک روز دروازہ میں
چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ وقت مغربہ پہنچا۔ شخص آیا۔
دیکھا تو وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ یہ خلافت کا زمانہ تھا کفایت
شعاری کس قدر کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے
کیجئے۔ ایک روز ان کی ایک بی بی نے شیرینی کی فراش کی جواب
میں فرمایا۔ میرے پاس کچھ نہیں انہوں نے کہا اجازت ہو۔ تو میں
خارجہ روزمرہ سے کچھ درم بچا کر جمع کروں کچھ روز میں خرید لیجے
جمع ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ کو دے کر شیریں لادو پیسے لیکر
کہا۔ معلوم ہوا۔ یہ خیر ضرور سنگ زیادہ ہے۔ لہذا بیت المال
درم کا دی حزانہ کا حق ہے۔ چنانچہ وہ پیسے خزانہ میں جمع کر
دے اور اس قدر وظیفہ کم کر دیا۔ سبحان عظیم یہ تھے ہمارے
اسلاف کیا کوئی قوم اس کی مثال اپنے اسلاف میں پیش کر سکتی ہے
مگر سخت افسوس ہماری اس ذہنیت کہ چل پھل پھار اور عثمان
وغیرہ کے فیصد سے تو غریب بگاتے رہتے ہیں اور اپنے اسلاف
کے کارناموں سے بے خبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے بزرگوں کے

(میں نے ان کی زینت قرار دیا ہے)

جہاں کے لیے

لو متهم به سرقت و کلاهبرداری
لو متهم به سرقت و کلاهبرداری
لو متهم به سرقت و کلاهبرداری

۱۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثناء

مکتبہ اسلامیہ
مکتبہ اسلامیہ
مکتبہ اسلامیہ

۱۔ حق تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر

سرکارِ عالیہ
 سرکارِ عالیہ
 سرکارِ عالیہ

(بسم الله الرحمن الرحيم)

جنگل کرم کا

۱۹۵۶

رجسٹرڈ ایڈیٹر ۶۰۴۶

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

مفتہ وار خبریں

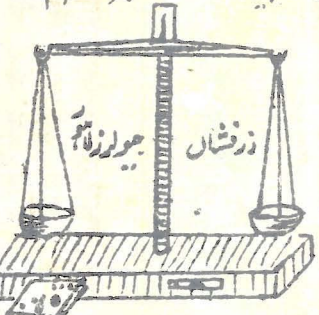
ہفت روزہ

سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے
تین پرچہ چار آنے

نفس زیورات

ہمارے
یہاں خالص سونے کے
بہترین جیولرز اور
ٹیلیفون نمبر ۴۳۱

اور زیورات مقابلہ ارزاں گئے ہیں۔
اسکے علاوہ
ہر طرح کے زیورات آرڈر پر تیار
کئے جاتے ہیں
زیورات خریدتے وقت دھرم کاٹھے کی سوتی
اور فکان کا نام دونوں کو ضرور لکھیں



زر قشال جیولرز ۳۴ کمرشل بلڈنگ۔ دی مال۔ لاہور

— کراچی ۱۹ دسمبر۔ آج دستور ساز اسمبلی میں ضابطہ کار کمیٹی کی سفارشات کا ایک تہائی
حصہ ترمیموں کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔ بعض اختلافی مسائل پر غور و خوض کے لئے دستور
کا اجلاس ۲۶ دسمبر تک طوی کر دیا گیا۔

— لاہور ۲۰ دسمبر۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے بتایا ہے کہ پاکستان کے
نئے دستور کی تیاری کا کام آئندہ سال جنوری میں شروع ہو جائے گا۔

— کراچی ۲۰ دسمبر۔ آج گورنر جنرل نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا
ہے کہ مغربی پاکستان کی جنوری اسمبلی کے پہلے عام انتخابات ۱۹ جنوری ۱۹۵۶ء کو منعقد
ہوں گے۔

— کراچی ۲۱ دسمبر۔ آج وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ حکومت پاکستان
کو صدر آئین ہاؤس کی جانب سے افغانستان کے ساتھ کشیدگی ختم کرانے کے لئے سفارت
کی اگر کوئی پیشکش کی گئی تو پاکستان اسے قبول کرے گا۔ تاہم پٹونستان کے مسئلہ پر مصمت
کی کوئی تجویز قبول نہیں کی جائے گی۔

— پشاور ۲۲ دسمبر۔ باوقوف ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان کی فوج نے
آزاد خیال افراد کو نکلانے کی ہم تیز کر دی ہے۔

— کراچی ۲۲ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آل پارٹیز کشمیر کانفرنس کے بعض ممبروں نے
بھارت سے روپیہ حاصل کرنے کا نفرنس کے خفیہ فیصلے اور اہم باز بھارتی حکومت کے
ماضیوں فروخت کر دیے۔

— کراچی ۲۳ دسمبر۔ دستور ساز اسمبلی کی کونیشن پارٹی نے آج ساڑھے تین بجے
کے اجلاس کے بعد سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ آئین سازی کے متعلق اختلافی
مسائل پر دونوں پارٹیوں کے لیڈروں میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

— گجرات ۲۴ دسمبر۔ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خاں صاحب نے آج
گجرات پہنچ کر بتایا کہ وہ حسین بی بی کیس کی از سر نو تفتیش کے احکام صادر کرنے کے
سوال پر غور کر رہے ہیں۔

— کراچی ۲۵ دسمبر۔ ایرانی سفیر معینہ کراچی میجر جنرل ناوہ نے آج بتایا ہے
کہ وہ حکومت پاکستان سے دیگر امور کے علاوہ پاکستان اور ایران کے
درمیان سرحدوں کے تعین کے سوال پر بات چیت کر رہے ہیں۔

— مظفر آباد ۲۵ دسمبر۔ حکومت پاکستان کے امور کشمیر کے مشیر شیخ
دین محمد نے اس یقین کا اظہار کیا کہ ریاست جوں و کشمیر کو بھارت کے
ناجائز تسلط سے آزاد کرانے کے لئے کشمیری عوام کا عزم و قوتات سے بہت
جلد کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔

— لاہور ۲۵ دسمبر۔ آج پاکستان کے طویل و عرض میں قائد اعظم کا یوم ولادت
منایا گیا۔

”علماء کرام اور مسئلہ“

یہ رسالہ حضرت مولانا احمد علی صاحب کے بعض خطبات کا انگریزی
ترجمہ ہے۔ صفحات ۳۲۔ قیمت تین آنے

ملنے کا پتہ: دفتر انجمن غلام الدین شیر نوالہ دروازہ۔ لاہور

قائم شدہ ۱۹۲۸ء
ذریعہ پبلشر
ٹیلیفون نمبر ۴۳۱
پاک انڈین لاک ہاؤس لاہور
تالے۔ قیشیاں۔ چھریاں دیگر سامان کٹری کیلئے مشہور ہے۔

— کابل ۱۸ دسمبر۔ روس کے وزیر اعظم مارشل ملگن نے کل رات اعلان کیا کہ انہیں
پٹونستان کے بارے میں افغانستان کے رویہ سے سہمدی ہے۔

— نیویارک ۱۸ دسمبر۔ اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل میں برطانیہ۔ فرانس۔ چین۔ امریکہ
اور سوویت یونین نے اسرائیل کی جارحانہ روش کی مذمت کی ہے۔

— کابل ۱۸ دسمبر۔ افغانستان کے وزیر خارجہ سردار غنیم خاں نے آج ایک پریس
کانفرنس میں اعلانات کیا ہے کہ صدر امریکہ ممبر آئین ہاؤس نے حکومت افغانستان کو ایک
خط بھیجا ہے۔ جس میں افغانستان اور پاکستان کے کشیدہ تعلقات پر تشویش کا
اظہار کیا ہے۔

— خرموم ۱۶ دسمبر۔ آج سوڈان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر ایک قرارداد
منظور کر کے کامل خود مختار جمہوریہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔

— انقرہ ۲۱ دسمبر۔ ترکیہ کی حکومت نے کہا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کے
فیصلوں کے مطابق اور پر امن طور پر حل ہونا چاہئے۔

— آج ایرانی پارلیمنٹ میں بھی کشمیر کا ذکر قیسری بار کیا گیا۔ اور بھارتی رویہ کی
پر نفوذ مذمت کی گئی۔

— قاہرہ ۲۲ دسمبر۔ وزیر اعظم مصر نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام ایک
احتجاجی مراسلہ روانہ کیا ہے۔ جس میں ان کو مطلع کیا گیا ہے کہ مصر اور دیگر عرب
ممالک کے خلاف اسرائیل کی معاندانہ سیاست اب تک جاری ہے۔

— عمان ۲۵ دسمبر۔ اردن کے وزیر خارجہ نے آج پارلیمنٹ میں بتایا کہ ابھی تک
حکومت کو سرکاری طور پر اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ مصر سعودی عرب اور شام
اردن کو مالی امداد سے روک رہے ہیں۔